سیلاب انقلاب بن سکتا ہے

قدرت کی نعمتوں کی شاہکار دھرتی کو جنوبی ایشیاء میں ایک ''آزاد'' مملکت کی حیثیت سے دیکھتے دنیا کو 64 برس بیت گئے۔''جمہوری'' اور آمرانہ حکومتوں نے اس کا حسن نوچنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جاگیرداریت اور سرمایہ داریت جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر عوام کی خوشیاں چھین رہی ہیں، فوجی آمریت بھی عوام کو نجات دلانے کا جھانسہ دے کر خود اقتدار کے مزے لوٹتی رہی ہے۔ مخصوص خاندان ملکی سیاست پر قابض ہیں، 2% طبقہ 98% پر حکومت کرنے کی ہوس میں مبتلا ہے، افسوس 98% عوام کو انتخابات کی رسم ادا کرتے وقت ضمیر کو شامل کرنے کا شعور ابھی تک نہیں مل سکا، جس کے باعث حقوق اور ان کے درمیان خلیج کی چوڑائی بڑھتی جارہی ہے۔ آج پڑھے لکھے نوجوان ڈگریوں کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھ کر سوچتے ہیں کہ پاکستان جعلی ڈگری یافتہ مقتدر سیاستدانوں کے لئے بنایا گیا تھا؟ شہر کے چوکوں میں علی الصبح بیٹھے ہنر مند افراد میں سے کتنے ہیں جن کو دیہاڑی مل جاتی ہے، اکثریت اپنے اوزاروں سمیت مایوس گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ بھوک اور افلاس کا عفریت انہیں گھر میں بھی چین نہیں لینے دیتا، نتیجہ خودکشی ہوتا ہے۔ دہشت گردی کے الاؤ کو روزانہ درجنوں، سینکڑوں بے گناہوں کا ایندھن بھی مل جاتا ہے اس لئے اس کے شعلوں کی بلندی اور حدت میں کمی نہیں آرہی۔ اغواء برائے تاوان اور ٹارگٹ کلنگ کا باب بھی کھل چکا ہے، سیاستدان سرعام کالعدم تنظیموں سے ووٹ لے رہے ہیں۔ امراء غریبوں کی مجبوریوں کے باعث اپنی Business Empire کو وسعت دیئے جارہے ہیں مگر منافع میں ورکروں اور معاشرے کے مفلوک الحال طبقے کا کوئی حصہ نہیں۔ تجوری کا سائز بڑا کرنے کے مکروہ تصورات نے اشرافیہ کو آکٹوپس کی طرح جکڑ رکھا ہے۔ لامحدود وسائل جمع کرنے کی دوڑ میں مذہبی، اخلاقی اور انسانی قدریں پاؤں تلے کچلی جارہی ہیں۔ گاڑیوں کے انجنوں تلے نصیب کالا کرنے والے معصوم بچوں کا کوئی مستقبل نہیں۔ فیکٹری کی چمنیوں سے غریب کا خون دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہورہا ہے۔ انسانی سمگلنگ سے لے کر عصمت فروشی تک کے انسانیت سوز دھندے روز کا معمول ہیں۔ برداشت، تحمل، احترام، اخوت اور بھائی چارے جیسے رویے معاشرے میں خال خال دکھائی دیتے ہیں۔ وطن عزیز کے امن اور سلامتی کو رخصت کرنے کے لئے برسوں سے استقامت کے ساتھ ''محنت'' جاری ہے۔ بڑی سیاسی پارٹیوں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی نے ملکی اداروں کی چولیں ہلادی ہیں۔ پارٹیوں کے اندر شخصی اور خاندانی آمریت کی جڑیں اتنی مضبوط ہوچکیں کہ دوسری لائن میں کھڑی قیادت کو برین ہیمرج شروع ہوگئے، مگر مرکزی قیادت کے اندر تاحیات سربراہ رہنے کا عزم ہے کہ متزلزل نہیں ہورہا، ایسوں کو عوامی مسائل سے کوئی سروکار نہیں وہ ڈھائی یا پانچ سال بعد عوام کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنے کے ''فن'' میں مہارت تامہ حاصل کرچکے۔

گذشتہ چند برسوں سے ملک میں غریب عوام کے لئے جسم اور روح کا رشتہ برقرار رکھنا انتہائی محال ہوگیا ہے۔ مائیں لخت جگر بیچنے پر مجبور ہیں، گھر کا سربراہ پھندے سے جھولنے کو زندگی پر ترجیح دے رہا ہے مگر حکمران محفوظ اور پرتعیش بینکر سے عوام کے خون اچھلنے کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ انہیں سوٹوں کے ساتھ ٹائیوں اور شرٹوں کی میچنگ کے معاملات ڈسکس کرنے سے فرصت

نہیں۔ بیرونی دوروں پر کروڑوں روپے کے گلچھرے اڑانے کا کلچر عام ہوچکا، ہمارے حکمران یہ کہتے بھی سنے گئے کہ ڈگری تو ڈگری ہوتی ہے اصل ہو یا نقلی اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وزیراعظم کرپشن اور جعلی ڈگریوں کو معاشرے کا حصہ کہہ کر جمہوریت کے اوصاف گنوا چکے۔ ادارے باہم ٹکراؤ کی بدترین حالت میں ہیں، پارلیمنٹ کا واحد کام اعلیٰ عدلیہ کے احکامات کو ہوا میں اڑانا ہے۔ استحصال، بھوک اور ظلم کی چکی میں پسنے والے کروڑوں عوام بچوں کو دو وقت کی روٹی اور تعلیم دلانے سے قاصر ہیں۔

جب معاشرے اس نہج پر پہنچ جائیں تو فطرت کا قانون ضرور حرکت میں آتا ہے۔ معاشرے کے اہل درد طبقے کی دعائیں ضرور رنگ لاتی ہیں۔ اللہ کی زمین پر ہونے والے ظلم اور بدترین استحصال کے باعث زمین بھی اللہ سے فریاد کرتی ہے کہ مجھ پر رہنے والے حد سے بڑھ چکے، معاشرے کی غالب اکثریت گناہوں کی دلدل میں اتر چکی، اے میرے مالک ان پر اپنا عذاب نازل کر اور ایسے حکمران لے آ، جو تیرا قانون نافذ کر کے یہاں کی دھرتی پر رہنے والوں کو امن و سلامتی اور خوشحالی دے سکیں۔ یہ ایک کڑوا سچ ہے کہ وطن عزیز کی تاریخ میں آنے والا بدترین سیلاب اللہ کا عذاب بن کر آیا ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر آرام کرنے والے گلیشیئرز کو پگھلا کر اللہ نے انسانی بستیوں کی طرف بھیج دیا ہے، تمام تدبیریں بے بسی کی تصویر بنی ہیں۔ لاکھوں گھروں کا وجود صفحہ ہستی سے مٹ چکا، چاروں صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والے سیلاب کا لامتناہی سلسلہ انسانی جانوں کو نگلتا کروڑوں افراد کو کھلے آسمان تلے لے آیا ہے۔ اینٹوں اور گارے کی دیواروں میں رہنے والے دونوں طبقے خیموں کو ترس رہے ہیں، خوراک اور صاف پانی تک رسائی کے لئے کمر اور گلے تک پانی میں ڈوبے لوگ ہیلی کاپٹر کی طرف بے بسی سے لپک رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا ایسے مناظر دکھا رہا ہے جن کو دیکھنا کمزور دل والوں کے لئے محال ہے۔ تاریخ کی بدترین بربادی نے درجنوں المیوں کو جنم دیا ہے۔ حکومتی اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں، ملک کا صدر سیلاب کے دوران جگر گوشوں کے ہمراہ فرانس میں اپنے محل کے لان میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ 7000 پاؤنڈ کرایہ والے مہنگے ہوٹلوں میں بلاول و بختاور کے ساتھ عوام کی دولت کو لٹانے کا شغل فرمایا جاتا رہا۔ وزیراعظم آئینے کو شرمانے والے بوٹوں، کلف لگے لباس، مہنگے ترین انگریزی سوٹوں اور دل لبھاتی ٹائیوں کے ساتھ کبھی کشتی میں سیلاب زدہ علاقوں میں لگے جعلی کیمپوں کا دورہ کر رہا تھا تو کبھی ہیلی کاپٹر سے عوامی بے بسی کا تماشہ دیکھا جا رہا تھا۔ پنجاب کے حکمران بھی بھاگ دوڑ کر رہے ہیں مگر قرض اتارو ملک سنوارو کا حساب مانگنے والے عوام انہیں بھی لفٹ کرانے کو تیار نہیں ہیں۔ حکمران مرکزی ہوں یا صوبائی عدم اعتماد کی لاٹھی سے بری طرح پیٹے جا رہے ہیں۔ عوام مدد کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں مرکزی اور صوبائی حکمرانوں پر اعتماد نہیں، بیرونی ممالک اور انسانی حقوق کے ادارے بھی پاکستانی حکمرانوں پر اعتماد کرنے کو قطعاً تیار نہیں۔ سیلابی ریلا روز نئی قیامت ڈھا رہا ہے، حکومتی اقدامات ناکافی ہیں، مرکز اور صوبوں کے درمیان کوآرڈینیشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ مقتدر جماعتیں بدترین سیلاب کے دوران بھی سیاست کے مکروہ دھندے ساتھ لے کر چل رہی ہیں۔ اتنے بڑے المیے سے نبٹنے کے لئے پلاننگ ہے نہ صلاحیت۔ اسلامی ممالک سمیت دنیا کی توجہ مبذول کرانے اور بیرونی امداد کو ملک میں لانے میں ابھی تک وہ کامیابی نہیں مل سکی جس کے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ سیلابی ریلا گزرنے کے بعد تباہی و بربادی کی جو تصویر نظر آئے گی اسکے تصور سے روح کانپ جا رہی ہے۔ املاک فصلیں، مویشی جس بڑی تعداد میں سیلاب کی نذر ہوئے ہیں اسکا اندازہ لگانے کے لئے بھی عالمی اداروں کی مدد حاصل کرنا چاہئے مگر حکومت کیا کر رہی ہے؟ وبائی امراض

سے خصوصاً بچوں کو بچانے کے لئے میڈیکل سہولتوں کی جس بڑے پیمانے پر ضرورت ہے اسے پورا کرنے کے لئے عالمی برادری کو شامل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟ آباد کاری کیلئے جتنے فنڈ درکار ہیں ان کا عشر عشیر بھی ابھی تک اکٹھانہیں ہوسکا۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کے تناظر میں حکومتی نیت، صلاحیت اوراب تک کے کام اس بات کی چغلی کھا رہے ہیں کہ ملک میں تبدیلی کی داغ بیل ڈل چکی، سیلاب کا پانی عوامی شعور کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے کہ ایسی قیادتوں سے جان چھڑاؤ جو اب تک کوئی ڈیم نہیں بناسکیں، لوڈشیڈنگ کے خاتمہ کے لئے کوئی کردار ادانہیں کرسکیں۔ غربت اور بے روزگاری کے لئے کچھ نہیں کرسکیں۔ تعلیم اور صحت کے لئے کوئی منصوبہ بندی ان کے ایجنڈے میں شامل نہیں۔ سیلاب کا پانی مقتدر طبقوں کی نیتوں میں چھپی عوام اور ملک دشمنی کا ننگا کرگیا ہے، سیلاب عوام کو پیغام دے رہا ہے کہ اب قدرت بھی تبدیلی چاہتی ہے۔ عوام شعور کی آنکھ کھولیں اور دستک دینے والے انقلاب کے لئے دروازہ کھولیں۔ ملک میں اہل ، باکردار، باصلاحیت اور محبّ وطن قیادت موجود ہے، وہ اس ملک کا مقدر ضرور بدلے گی۔

شہر اقبالؒ میں انسان نما درندوں کی سفاکیت

شہر اقبال سے اٹھنے والی معصوم چیخوں نے پاکستانیوں کی نیند اجاڑ دی ہے۔ پوری دنیا میں بسنے والے تارکین وطن سمیت ملک بھر میں ٹی وی چینلز پر جو منظر دیکھا گیا اس کے بعد پوری قوم کو حضرت اقبالؒ اور قائداعظمؒ کی تصویروں کو دیکھنے کی جرات نہیں ہورہی۔ دونوجوان بھائیوں کو پولیس کی سرپرستی اور نگرانی میں جس درندگی سے موت دی گئی اس کا تصور کرنے سے بھی جسم میں سرد لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہمارا معاشرہ عدم برداشت کی اس حد کو چھونے لگا ہے کہ خود کو مسلمان کہلاتے شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہم تو اس دین کے پیروکار ہیں جو اسلامی ریاست میں نہ صرف غیر مسلموں کی جان مال اور عزت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے بلکہ ان کی حرام اشیاء کو بھی نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔ جو دین، محبت، سلامتی، امن اور اخوت کی ان گنت مثالوں سے بھرا پڑا ہو اس کے پیروکاروں نے جس انداز سے دو بھائیوں کو موت دی اس نے پاکستانیوں کے سر عالمی برادری کے سامنے جھکا دیئے ہیں۔ والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھیننے والوں نے جان لینے کے لئے درندگی اور سفاکیت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ ٹی وی پر اس درندگی کو دیکھنے والا ہر شخص دعا گو ہے کہ کاش وہ مناظر اس کے ذہن کی تختی سے Delete ہوجائیں۔ رات سونے کے لئے آنکھیں بند کرتے ہوئے معصوم جانوں پر برستے ڈنڈے اور ان کو گھسیٹنے اور الٹا لٹکائے جانے کے مناظر آنکھیں کھولنے پر مجبور کردیتے ہیں اور نیند کوسوں دور بھاگ جاتی ہے۔ وطن عزیز سیلاب کی تباہ کاریوں کی زد میں ہے کروڑوں افراد بے گھر ہیں، ہزاروں جان کی بازی ہار گئے۔ جانوں کا اتنا بڑا ضیاع پہلے ہی ملک کو سوگ میں لئے ہوئے ہے، ایسے میں واقعہ سیالکوٹ نے عوام الناس کی اذیت کو کئی گنا کردیا ہے۔ دو بھائیوں کو موت دیئے جانے کے دلخراش منظر نے سیلاب کی تباہ کاریوں کو بھی ایک لمحے کے لئے محو کردیا تھا۔ مرکزی اور پنجاب حکومت کو چاہئے کہ نوجوانوں کو بے دردی اور درندگی سے موت کے گھاٹ اتارنے والوں کو فوری طور پر گرفتار کرے اور سپریم کورٹ فوری طور پر کارروائی مکمل کرکے مجرموں کو عبرت کا نشان بنائے۔ اس مکروہ عمل کے پس پردہ حقائق سے بھی پردہ اٹھایا جائے اور بااثر ترین شخصیات کو بھی عوام کے کٹہرے میں لاکر ایسی سزا دی جائے کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوسکیں۔